سوال

(192) مدرک الرکوع مدرک الرکعۃ نہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اب تک ہمارا نظریہ یہ قائم ہوا تھا کہ مدرک الرکوع مدرک الرکعۃ نہیں ہے لیکن اب ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل میں ایک حدیث نظر میں آئی اس کے وجہ سے پھر میرے ذہن میں شک پیدا ہوا ہے وہ حدیث یہ آئی ہے :

«عَنْ عَبْدِ الْعزیز بن رُفَیْعٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ إِذَا جِئْتُمْ وَالإِمَامُ رَاکِعٌ فَارْکَعُوْا ، وَاِنْ کَانَ سَاجِدًا فَاسْجُدُوْا ، وَلاَ تَعْتَدُّوْا بِالسُّجُوْدِ إِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهُ الرُّکُوْع»

اس حدیث کے بارے میں البانی نے کہا ہے رجالہ کلھم ثقات اور پھر ابن مسعود، عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، ابوبکر الصدیق، رضی اللہ عنہما کے آثار بھی پیش کیے ہیں یعنی اس حدیث کے لیے یہ تمام آثار قوی ہیں ۔ آخر میں البانی کہتا ہے کہ دَلَّتْ ہٰذِہِ الاٰثَارُ الصَّحِیْحَۃُ عَلٰی اَمْرَیْنِ اَلاَوَّلُ اَنَّ الرَّکْعَۃَ تُدْرَکُ بِاِدْرَاکِ الرُّکُوْعِ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شیخ البانی حفظہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے إرواء الغلیل ج ۲ ص ۲۶۰ پر رقم ۴۹۶ میں منار السبیل کے صفحہ ۱۱۹ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث دو لفظوں کے ساتھ نقل فرمائی ہے ۔

(۱) ومن أدرک رکعۃ فقد أدرک الصلاۃ (۲) من أدرک الرکوع فقد أدرک الرکعۃ ۔ اب ظاہر بات ہے کہ دوسرے لفظ مطلوب ''مدرک رکوع مدرک رکعت ہے'' پر دلالت تو کرتے ہیں مگر یہ لفظ بے اصل ہیں

چنانچہ شیخ البانی حفظہ اللہ تعالیٰ ہی لکھتے ہیں ''وأما اللفظ الآخر الذی ذکرہ المؤلف وعزاہ لأبی داود فلا أعلم لہ أصلا ، لا عند أبی داود ولا عند غیرہ'' (ارواء الغلیل ص 266 ج 2) رہے پہلے لفظ تو

اولاً : تو وہ اس سیاق میں ثابت ہی نہیں کیونکہ اس کی سند میں یحییٰ بن ابی سلیمان المدینی ہیں جس کی وجہ سے حدیث ضعیف ہے چنانچہ شیخ البانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ امام حاکم کا فیصلہ ''صحیح الاسناد یحییٰ بن ابی سلیمان من ثقات المصریین'' نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''قلت : ووافقہ الذہبی والصواب ما أشار إلیہ البیہقی أنہ ضعیف لأن یحیی ہذا لم یوثقہ غیر ابن حبان والحاکم ، بل قال البخاری : منکر الحدیث ۔ وقال أبو حاتم : مضطرب الحدیث ، لیس بالقوی ، یکتب حدیثہ'' (ارواء الغلیل ص 261 ج 2) تو شیخ صاحب نے اعتراف فرمایا ہے کہ یہ

حدیث اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے مگروہ اس سے قبل اس کو صحیح قرار دے چکے ہیں بدلیل تعدد طرق حالانکہ تعدد طرق سے حدیث کا صحیح یا حسن بن جانا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ بسا اوقات تعدد طرق سے حدیث کے ضعف میں اضافہ ہوجاتا ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں تو اس مقام پر تعدد طرق اس حدیث کو حسن بھی نہیں بناتا چہ جائیکہ اس کو صحیح بنائے کیونکہ جو طرق شیخ صاحب نے اس مقام پر ذکر فرمائے ہیں ان میں سے کچھ تو موقوف ہیں اور کچھ مرفوع ۔ جو موقوف ہیں وہ تو مقوی مرفوع نہیں کیونکہ اصول حدیث میں وضاحت سے لکھا گیا ہے کہ کسی عالم کا قول یا عمل حدیث کے موافق آجائے تو وہ حدیث کے ثابت ہونے کی دلیل نہیں اسی طرح کسی عالم کا قول یا عمل حدیث کے خلاف آجائے تو وہ حدیث کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں لہٰذا آثار موقوفہ سے حدیث کو تقویت پہنچانے والی بات تو کافور ہوگئی ۔ رہے مرفوع طرق تو ان میں سے ایک کے متعلق تو خود شیخ صاحب نے صراحت فرما دی ہے کہ وہ شاہد بننے کے قابل نہیں ۔ باقی صرف دو مرفوع طریق رہ جاتے ہیں جن سے تقویت کی امید وابستہ کی جا سکتی ہے ان دو میں سے بھی ایک کے متعلق خود شیخ صاحب لکھتے ہیں ''ولم يذكر أحد منهم هذه اللفظة ''قبل أن يقيم الإمام صلبه'' ولعل هذا من كلام الزهري فأدخله يحيى بن حميد في الحديث ولم يبينه'' پھر اس یحییٰ کو دارقطنی نے ضعیف بھی کہا ہے تو اس سے بھی تقویت حاصل نہ ہو سکی باقی صرف ایک مرفوع طریق رہ گیا عبدالعزیز بن رفیع والا جس کے متعلق شیخ صاحب فرماتے ہیں ''وهو شاهد قوي فإن رجاله كلهم ثقات'' مگر یہ واقع میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث کا شاہد ہے ہی نہیں کیونکہ شاہد اور مالہ شاہد کا ایک چیز پر دلالت کرنا ضروری ہے جب کہ اس مقام پر صورت حال اس طرح نہیں کیونکہ شاہد بزعمہ کے لفظ میں ''إذا جئتم والإمام راكع فاركعوا وإن كان ساجدا فاسجدوا ولا تعتدوا بالسجود إذا لم يكن معه الركوع'' اس سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ سجدہ کے ساتھ جب رکوع نہ ہو تو سجدہ ناقابل اعتداد ہے اس شاہد بزعمہ میں یہ بالکل نہیں ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے نہ منطوقاً اور نہ ہی مفہوماً ۔ تو شیخ صاحب کا عبدالعزیز بن رفیع والے اس طریق کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا شاہد بنانا درست نہیں ۔ چند منٹ کے لیے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ شاہد ہے مگر شیخ صاحب کا اس کو قوی قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ قوی ہونے کی انہوں نے جو دلیل پیش فرمائی ہے وہ یہ ہے ''فإن رجاله كلهم ثقات'' حالانکہ اس کے تمام رجال ثقات نہیں کیونکہ عبدالعزیز بن رفیع اور نبی کریم ﷺ کے درمیان ''رجل'' کا واسطہ ہے جس کا صحابی ہونا ثابت نہیں تو لا محالہ وہ تابعی ہے یا تبع تابعی کیونکہ تابعی بسا اوقات تبع تابعی سے بھی روایت کر لیتا ہے جیسے صحابی بسا اوقات تابعی سے روایت کر لیتا ہے تو بہر حال یہ ''رجل'' تابعی ہو خواہ تبع تابعی مجہول ہے تو شیخ صاحب کا ''رجاله كلهم ثقات'' کہنا ان کی محض خوش فہمی ہے ۔ چند منٹ کے لیے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ ''رجل'' تابعی ہو خواہ تبع تابعی ہے ثقہ تو یہ روایت ''رجل'' کے تابعی ہونے کی صورت میں اعم اغلب کے تحت مرسل اور تبع تابعی ہونے کی صورت میں اعم اغلب کے تحت معضل ٹھہری اور مرسل و معضل دونوں ضعیف ہیں لہٰذا شیخ صاحب کا اس کو قوی کہنا درست نہیں ۔ اگر یہ کہا جائے اعم اغلب کے تحت عبدالعزیز بن رفیع والی مرسل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی موصول ضعیف دونوں مل کر حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہیں تو جواب میں ہم عرض کریں گے بر سبیل تنزل اگر ہم اس بات کو تسلیم کر لیں تو بھی یہ حسن لغیرہ بنے گی نہ کہ حسن لذاتہ ، نہ صحیح لغیرہ اور نہ ہی صحیح لذاتہ جب کہ شیخ صاحب اس کو صحیح لکھ رہے ہیں تو بہر حال شیخ صاحب کا یہ فیصلہ افراط سے خالی نہیں ۔ اگر کہا جائے کہ حسن لغیرہ تو آپ بھی تسلیم کر گئے ہیں گو بر سبیل تنزل ہی سہی اور حسن لغیرہ سے بھی تو احکام ثابت ہو جاتے ہیں تو شیخ صاحب کا بیان کردہ مسئلہ تو درست ٹھہرا تو ہم جواباً عرض کریں گے نہیں ہرگز نہیں تفصیل ثانیا کے بعد دیکھیں ۔

ثانیا آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ عبدالعزیز بن رفیع والی روایت مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے پر دلالت نہیں کرتی اس سے تو صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ سجدہ و سجود کے قابل اعتداد ہونے کے لیے رکوع ضروری ہے رکوع کے بغیر سجود کا کوئی اعتداد و شمار نہیں اب یہ بھی یاد رکھیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ''فاسجدوا ولا تعدوها شيئا ، ومن أدرك ركعة فقد أدرك الصلاة'' کی بھی مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے پر دلالت نہیں نہ منطوقاً اور نہ مفہوماً اس کا مدلول تو صرف اور صرف یہ ہے جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے رکعت سے کم کو پایا اس نے نماز کو نہیں پایا اور مدرک رکوع رکعت سے کم کو پانے والا ہے جیسے سجدے کو پانے والا لہٰذا اس کو نماز پانے والا قرار نہیں دیا جا سکتا دیکھئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور ان کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت نہیں چنانچہ ان کے لفظ ہیں ''لا يجزئك إلا أن تدرك الإمام قائما'' ان لفظوں کے متعلق شیخ صاحب خود لکھتے ہیں ''فقد ثبت هذا عن أبي هريرة لتصريح ابن إسحاق بالتحديث فزالت شبهة تدليسه'' (ارواء الغليل ص 265 ج 2) اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس مرفوع حدیث میں لفظ ''ركعة'' سے مراد رکوع ہے تو ہم جواباً گزارش کریں گے رکعت بمعنی رکوع مجاز ہے حقیقت نہیں وَالْأَصْلُ أَنْ يُحْمَلَ اللَّفْظُ عَلَى الْحَقِيقَةِ ، وَلَا قَرِينَةَ هٰهُنَا تَمْنَعُ أَنْ يُحْمَلَ اللَّفْظُ عَلٰى حَقِيقَتِهٖ وَكَوْنُ لَفْظِ ''رَكْعَة'' هٰهُنَا بَعْدَ قَوْلِهٖ ﷺ ''فَاسْجُدُوا'' لَيْسَ مِنَ الْقَرِينَةِ فِي شَيْئٍ لِضُعْفِ دَلَالَةِ الْاِقْتِرَانِ فَهٰذَا الْحَدِيثُ يَدُلُّ بِالْمَنْطُوقِ عَلٰى أَنَّ مُدْرِكَ السَّجْدَةِ لَيْسَ بِمُدْرِكٍ لِلرَّكْعَةِ وَأَنَّ مُدْرِكَ الرَّكْعَةِ مُدْرِكٌ لِلصَّلَاةِ ، وَيَدُلُّ بِالْمَفْهُومِ أَنَّ مُدْرِكَ مَا دُوْنَ الرَّكْعَةِ كَمُدْرِكِ الرُّكُوعِ مَثَلًا لَيْسَ بِمُدْرِكٍ لِلصَّلَاةِ ۔

باقی رہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حدیث ''إن ذلك من السنة'' تو وہ صف کے پیچھے دور رکوع کر کے صف میں شامل ہونے کے متعلق ہے مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے کے متعلق نہیں جیسا کہ شیخ صاحب کی إرواء الغليل میں تقریر سے واضح ہے لہٰذا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے کی دلیل بنانا

درست نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

احکام ومسائل

نماز کا بیان ج1ص166

محدث فتویٰ